دل کو خوشی ملے

رابعہ افتخار شیخ

آسمان پر دھندلایا ہوا چاند، اور ڈوبتے ابھرتے ہوئے تارے دیکھتے ہوئے اس کا ذہن ماؤف ہو رہا تھا لان کے جھولے میں بیٹھی وہ گھر کے حالات کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ کبھی اس گھر میں کتنی رونق ہوا کرتی تھی، تایا ابو اور تائی امی بھی یوں گم صم نہیں رہتے تھے۔ زیرک کے جانے کے بعد گھر میں وہ پہلے جیسی رونق نہیں رہی تھی۔ اُس کے یوں چلے جانے سے امی اور ابو کو اس کی فکر بھی ستانے لگی تھی۔

زیرک حیدر اُس کا تایا زاد تھا، دراز قد اور خوبصورت چہرے کا مالک، وہ ذہین بھی نعمت تھا۔ ابو اور تایا ابو کا بزنس اُسی کے لئے تھا۔ لیکن اُسے بزنس سے کوئی دل چسپی نہیں تھی بلکہ وہ تو بزنس سے نفرت کرتا تھا۔

پڑھائی سے فراغت کے بعد اکثر اسی بات کو لے کر زیرک اور بڑوں میں جھگڑا بھی ہوا تھا۔ انہی دنوں زیرک نے ایک کمرشل کے لئے جنگل گایا تھا۔ اُسے مزید آفرز آنے لگی تھیں۔ تایا ابو اور ابو کو یہ بات بالکل اچھی نہیں لگی تھی۔ وہ ان کی مخالفت ہی کرتا رہا، اسی دوران اس نے ایک ڈرامہ بھی کیا۔ اور کئی کمرشلز میں بطور ماڈل بھی آیا۔ تایا ابو کو اُس کی یہ ضد اچھی نہیں لگی۔ انہیں اپنا جما جمایا کاروبار تباہ ہوتا نظر آرہا تھا۔ وہ بیمار رہنے لگے۔ گھر کے سب ہی افراد نے اسے سمجھانا چاہا، کہ وہ بزنس کو سنبھالنے کے ساتھ ساتھ اپنا کام بھی جاری رکھ سکتا ہے، لیکن وہ ماننے کو تیار ہی نہیں تھا۔ تایا ابو کی بیماری سے بھی اسے عقل نہ آئی۔ تائی امی اور زیرک میں بہت جھگڑا ہوا۔ ابو اور امی نے بھی اسے سمجھایا۔ وہ بھی اُس کے آگے ہاتھ جوڑ بیٹھی۔

"دیکھو زیرک! تایا ابو کی ساری محنت ضائع جائے گی، تم اتنی ضد مت کرو۔ ویسے بھی اس فیلڈ کو تم فل ٹائم پروفیشن نہیں بنا سکتے، ایک نہ ایک دن تمھیں کسی اور کام کی ضرورت پڑے گی۔ چلو مان لیتے ہیں کہ

تمھیں کسی اور کام کی ضرورت نہ پڑے۔ مگر یہ بھی تو سوچو کہ تایا ابو کی ساری زندگی کی محنت، ابو کی محنت بے کار جائے گی!" وہ اسے سمجھانے لگی۔

"تو کیا میری کوئی مرضی، کوئی پسند نہیں ہو سکتی، اور وہ دونوں اب اتنے بھی بوڑھے نہیں ہو گئے کہ کام چھوڑ کر بیٹھ جائیں۔ میرے سامنے شہرت کا آسمان ہے، مجھے اس آسمان پر چاند بن کر چمکنا ہے۔" وہ اپنی پیکنگ کرنے میں مصروف تھا۔

"زیرک! تم کہاں جا رہے ہو؟" وہ رو دینے کو تھی۔

" میرے راستے الگ ہیں، مجھے لگتا ہے کہ میں یہاں رہ کر اپنی منزل کو کبھی نہیں پا سکوں گا۔ اسی لئے میں یہ شہر چھوڑ کر جا رہا ہوں۔" وہ بہت سنگ دل ہو رہا تھا۔

"کہاں؟" وہ چیخ اٹھی۔

"یہ دنیا بہت بڑی ہے آفرین! تمھیں میرے لئے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ شائد میں کبھی نہ آسکوں۔ اس لئے یہ تم واپس لے لو۔" اس نے اپنی بات مکمل کرتے ہی اپنے ہاتھ سے منگنی کی انگوٹھی اتار کر اسے تھما دی۔ وہ ہکا بکا اسے جاتا دیکھتی رہی، وہ چلا گیا تھا۔ اتنی چھوٹی سی بات کو اس نے کتنا بڑا ایشو بنا دیا تھا۔

شبنم کے ننھے قطرے چہرے پر گرے، تو وہ ایک جھر جھری لے کر سیدھی ہو بیٹھی۔ رات آدھی بیت چکی تھی، تایا ابو، تائی امی، ابو اور امی کو کھانا دینے کے بعد وہ خود بنا کر کھانا کھائے ہی لان میں آ گئی تھی۔

زیرک کو گھر سے گئے ہوئے پورے چھ مہینے ہو گئے تھے۔ اب تو اس کی خبریں اخباروں، رسالوں میں ملتی تھیں۔ سردی برداشت سے باہر ہو گئی تو وہ اٹھ کر اندر چلی گئی۔

ٹی وی آن کرتے ہی جس چہرے پر نظریں ٹھہریں وہ کوئی غیر نہیں تھا۔ وہ تو جاتے جاتے سب رشتے ختم کر گیا تھا۔ مگر اس کے ہاتھ میں آج بھی زیرک حیدر کے نام کی انگوٹھی چمک رہی تھی۔ وہ آج بھی اس کے لئے وہی اہمیت تھی جو پہلے رکھتا تھا۔ وہ اسے غور سے دیکھنے لگی، وہ پہلے سے زیادہ پیارا ہو گیا تھا۔ صحت بھی پہلے سے زیادہ اچھی ہو گئی تھی۔

"جیڑی اگ لگی تن میرے

تینوں اگ لگے تے تو جانڑیں

غلام فرید ادل او تھے دئے

جتھے اگلاں قدر وی جانڑے

ڈرامے کے ختم ہونے کا اسے پتہ ہی نہیں چلا، فروا کی آواز سے وہ سیدھی ہو بیٹھی۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ مائی فرینڈ کہ وہ جا چکا ہے، تم سے جڑا رشتہ توڑ چکا ہے اور تم اب بھی اسی کو سوچتی ہو، اسی کے نام کی انگوٹھی پہنے بیٹھی ہو، بہت غلط کر رہی ہو تم، دیکھو اسے، وہ تو ترقی کی سیڑھیاں چڑھتا جا رہا ہے، اور

جس فیلڈ میں وہ ہے، وہاں تو ایک سے بڑھ کر ایک خوب صورت لڑکی موجود ہے، تم بے کار وقت ضائع کر رہی ہو، اسے تمھاری کوئی قدر نہیں ہے۔" فروا وہیں فلور کشن پر بیٹھ گئی۔

"مگر میں یہ انگوٹھی نہیں اتار سکتی فروا، تم جانتی ہو کہ میں اُس سے۔۔۔۔۔" اس نے جان بوجھ کر بات ادھوری چھوڑ دی۔

" یہی تو دکھ کی بات ہے سہیلی کہ تم نے غلط جگہ دل لگالیا۔" فروا افسوس سے سر ہلانے لگی۔

☆☆☆

عنائزہ کے ساتھ اس نے کئی دفعہ کام کیا تھا۔ اور وہ اس کا جھکاؤ اپنی طرف دیکھ رہا تھا۔ عنائزہ ایک خوبصورت اور پڑھی لکھی لڑکی تھی۔ اس وقت بھی وہ ایک ڈرامے کی شوٹنگ سے فارغ ہوئے تھے۔ اس کا ارادہ لنچ کرنے کا تھا، عنائزہ بھی اس کے ساتھ جانے کو تیار ہو گئی۔ لنچ کے بعد دوبارہ کام تھا، سو وہ دونوں قریبی ہوٹل میں چلے گئے۔

"آپ یہاں کراچی میں اکیلے ہوتے ہیں؟" عنائزہ نے ہی بات شروع کی۔

"جی"۔

"آپ کی فیملی کہاں ہوتی ہے؟" وہ اس کے بارے میں جاننا چاہ رہی تھی۔

"وہ سب راول پنڈی میں ہوتے ہیں۔ میں نے اپنے کام کا آغاز اسلام آباد سے ہی کیا تھا۔" وہ مینیو کارڈ پر نظریں دوڑاتا ہوا بولا۔

"کون کون ہے آپ کی فیملی میں؟" وہ نہ جانے کیا پوچھنا چاہ رہی تھی۔

"میرے ابو، امی، چاچو، چاچی اور ایک کزن ہے۔" اس نے عام سے لہجے میں ان سب کے بارے میں ذکر کیا مگر وہ کزن کے ذکر پر چونک گئی۔

"کزن؟" اس نے بڑی معنی خیزی سے پوچھا تھا۔

"ہاں، کیوں؟" وہ اس کا مطلب نہ سمجھ سکا۔

"وہ صرف کزن ہی ہے یا؟؟" عنائزہ جو پوچھنا چاہ رہی تھی اسے صاف سمجھ آ گئی۔

"وہ صرف کزن ہی ہے۔" اس نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا تھا۔ اس کے جواب پر عنائزہ کے چہرے پر بڑے خوبصورت رنگ بکھر گئے تھے۔

"آگے کی کیا پلاننگ ہے؟" وہ بڑی ادا سے پوچھ رہی تھی۔

"ابھی سوچا نہیں۔" وہ اس کا مطلب سمجھ کر مسکرا دیا۔

"تو اب سوچ لیں۔"

"سوچ رہا ہوں، سوچ ہی لوں"۔ اس کی بات پر عنائزہ کا قہقہہ گونج اٹھا۔ زیرک نے بہت غور سے اس کی سمت دیکھا۔ زندگی یکدم ہی بہت خوبصورت لگنے لگی تھی۔

تایا ابو کی بیماری طویل ہوتی جارہی تھی۔ اس نے زیرک کے سب دوستوں کے ہاں فون کھڑکا ڈالے۔ لیکن وہ سب اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے تھے کہ وہ کہاں ہے۔ اتنا تو وہ جان چکی تھی کہ وہ کراچی میں رہائش پذیر ہے۔ مگر کہاں ہے یہ نہیں جانتی تھی۔ تائی امی کا بھی رو رو کر برا حال تھا۔

"الیاس تم اخبار میں اشتہار دے دو کہ ہمیں کاروبار کی دیکھ بھال کے لئے کسی ذمہ دار شخص کی ضرورت ہے۔ تایا ابو زیرک کی طرف سے مایوس ہو چکے تھے۔ انھوں نے ابو کو اشتہار دینے کو کہہ دیا۔ ابو اکیلے اتنے بڑے کاروبار کو سنبھال نہیں سکتے تھے، سو انھوں نے اشتہار دے دیا۔

زیرک کی تصویریں اخبار میں شائع ہوتیں، تو تائی امی سینے سے لگائے گھنٹوں روتی رہتیں۔ وہ بھی کیسا خود پسند تھا کہ ماں باپ کو بھی مڑ کر نہیں دیکھا تھا۔

ابو بے اخبار میں اشتہار دے دیا تھا۔ آفس میں کئی لوگ اس سلسلے میں آچکے تھے۔ لیکن ہر بار انھیں زیرک کا خیال آجاتا۔ وہ کسی کا انتخاب نہیں کر پارہے تھے۔ آخر کسی غیر پر اتنا بھروسہ کیسے کیا جاسکتا تھا کہ سارا کاروبار اس کے حوالے کر دیا جاتا۔ وہ آفس سے نکل رہے تھے جب کوئی ان کے سامنے آکر رکا۔

"سر، میرا نام عون ہے، عون ابراہیم، مجھے ایک بار تو موقع دیں۔" وہ بہت تمیز سے بات کر رہا تھا۔

"تم آؤ میرے ساتھ" انھوں نے اسے گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ آخری امیدوار تھا۔ وہ تو کوئی فیصلہ کر نہیں پا رہے تھے۔ اسی لئے اسے گھر لے آئے۔ بھائی جان اس کی قابلیت اور اہلیت کو پرکھ کر خود ہی کوئی فیصلہ کر سکیں۔

وہ تایا ابو کو دوائی کھلا رہی تھی جب ابو کے ساتھ کوئی اجنبی اندر داخل ہوا۔ اسے دیکھ کر وہ کچھ جھجک گیا تھا۔ اور وہیں دروازے کے پاس رک گیا تھا۔ وہ دوائی کھلا کر باہر نکل گئی۔ امی اور تائی امی رات کے کھانے کی تیاری میں مصروف تھیں۔ وہ بھی ان کے پاس کچن میں آبیٹھی۔

"ابو کے ساتھ کون آیا ہے امی؟"۔

" پتہ نہیں لیکن تمھارے ابو کہہ رہے تھے کہ کھانے کا بندوبست کر دوں وہ کھانا کھا کر جائے گا۔ امی نے آٹا فریج سے نکالتے ہوئے جواب دیا۔ تائی امی خاموشی سے سلاد بناتی رہیں۔ کچھ دیر بعد ابو نے آکر کھانا لگانے کو کہہ دیا۔

"کون ہے یہ لڑکا؟" امی پوچھے بنا نہ رہ سکیں۔

" عون ابراہیم، اب یہی سارا کام سنبھالے گا۔ اچھا سنجیدہ لڑکا ہے اور بھائی جان نے خود ہی فیصلہ کیا ہے کہ عون کو سارے بزنس کی دیکھ بھال کے لئے رکھ لینا چاہئے۔" ابو تفصیل سے بتا رہے تھے۔ وہ خاموش بیٹھی رہی۔

☆☆☆

سردی بہت بڑھ گئی تھی۔ دھند اتنی زیادہ تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ سُجھائی نہ دیتا تھا۔ وہ نماز پڑھ کر بالکونی میں کھڑی دھند کا جائزہ لے رہی تھی جب اُسے محسوس ہوا کہ کوئی گیٹ کھول کر اندر داخل ہوا ہے، صبح صبح کون ہو سکتا تھا۔ وہ شال اوڑھے نیچے اتر گئی۔ اندر کا دروازہ کھولا، تو وہ برآمدے میں آچکا تھا۔ بلیو جینز اور بلیک لیدر کی جیکٹ میں ملبوس وہ عون تھا۔

"آپ اتنی صبح؟"۔

"وہ میں رات کو آفس کی چابیاں لینی بھول گیا تھا۔ انکل بتا رہے تھے کہ ایک چابی پیون کے پاس ہوتی ہے۔ مگر مجھے پتہ چلا ہے کہ وہ بہت دیر سے فیکٹری پہنچتا ہے۔" وہ وہیں کھڑا بول رہا تھا۔

" تو آپ اتنی صبح صبح آفس چلے جائیں گے؟"۔ سردی اور دھند میں وہ کتنے مزے سے کھڑا تھا۔ اسے کپکپاہٹ ہونے لگی۔

"جی میرا خیال ہے کام پر صبح صبح ہی نکلنا چاہئے۔ اللہ کی رحمت اور برکت نازل ہوتی ہے۔ ساری کائنات پر رزق اسی وقت پھیلایا جاتا ہے۔" وہ بڑی سنجیدگی سے بول رہا تھا۔

"میں ابھی چابی لاتی ہوں۔" وہ اندر چلی گئی۔ کچھ دیر بعد وہ چابی لے کر آئی تو وہ وہیں کھڑا تھا۔

"آپ گاڑی لے جایئے"۔ اسے سردی میں باہر نکلنے کے تصور سے ہی خوف آرہا تھا۔

"جی نہیں، آج میرے پاس بائیک ہے، اگر انکل یا سر نے اجازت دی تو گاڑی لے جایا کروں گا، شکریہ۔" وہ چابی تھام کر واپس پلٹ گیا۔ وہ بہت محنتی لگتا تھا اور عادات بھی کسی سلجھے ہوئے گھرانے کی تھیں۔

دروازہ بند کر کے وہ ناشتہ بنانے کی غرض سے کچن میں آ گئی۔ جب تک سب کے لئے ناشتہ تیار ہوا، سب جاگ گئے۔ تایا ابو بھی اسٹک کے سہارے چلتے باہر آ گئے۔ ناشتے سے فراغت کے بعد انھوں نے فکر مندی سے گھڑی کی طرف دیکھا۔

"نو بجنے کو ہیں اور عون ابھی تک نہیں آیا۔"

"اوہ مجھے آپ کو بتانا یاد ہی نہیں رہا، وہ تو سات بجے ہی آ کر آفس کی چابی لے گیا تھا۔" وہ تایا ابو کے لئے چائے ڈالتے ہوئے بولی۔

"اچھا پھر تو بہت اچھی بات ہے، محنتی لڑکا ہے، مگر اس کو گاڑی کی چابی دے دی تم نے؟" تایا ابو کے پوچھنے پر وہ صبح کی دھند اور سردی کا تصور کرنے لگی۔

"نہیں وہ کہہ رہا تھا کہ آپ دونوں میں سے کوئی اجازت دے گا تو گاڑی استعمال کرے گا، ویسے اس کے پاس موٹر سائیکل تھی" وہ اپنا چائے کا مگ لے کر وہیں بیٹھ گئی۔

"اس کا مطلب ہے کہ بزرگوں کا ادب و احترام کرنا بھی خوب جانتا ہے" تایا ابو کے چہرے پر سکون بکھر گیا۔

اس روز ابو بھی ذرا آرام کر کے آفس گئے۔ ان کی طبیعت بھی بہت سست رہنے لگی تھی۔ وہ مالی سے لان کی صفائی کرواتے ہوئے خود بھی دھوپ سینک رہی تھی جب فروا کی آمد ہوئی۔

"یہ صبح صبح تمھارے گھر کون ہینڈسم آیا تھا؟" اس نے آتے ہی پوچھا۔

"تم نے کہاں دیکھا؟"

"میں اپنے بھانجے کو اسکول چھوڑنے جا رہی تھی، تب ہی میں میں نے دیکھا، کون ہے یہ؟ پہلے تو کبھی نہیں دیکھا!"

"تمھیں زیادہ فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے، وہ عون ہے، بزنس سنبھالے گا۔" وہ منی پلانٹ کے گملے میں گوڈی کرتے ہوئے اسے عون کے متعلق بتانے لگی۔

"اچھا، ویسے تمھارے سابقہ منگیتر زیرک صاحب کے بارے میں کچھ علم ہوا کہ موصوف کہاں ہیں؟" فروا وہیں سیڑھیوں پر بیٹھ گئی۔

"روزانہ ہی اس کی شکل دیکھنے کو مل جاتی ہے، مگر وہ کہاں رہتا ہے، اس بارے میں کچھ نہیں پتہ، نہ ہی اس نے کوئی فون کیا۔" وہ افسردہ ہو گئی۔

"ہاں بھئی، یہ تو ماننا پڑے گا، زیرک صاحب بہت مشہور ہو رہے ہیں۔ کوئی عام انسان تو نہیں رہے وہ اب۔ کہ ہم لوگوں کو یاد رکھیں۔ جو اپنے ماں باپ کو چھوڑ سکتا ہے، بچپن کی منگنی ایک پل میں توڑ کر جا سکتا ہے، اب اس کا کوئی کیا انتظار کرے" فروا افسوس سے سر ہلانے لگی۔ وہ ہاتھ دھو کر لان کی کرسی پر آ بیٹھی۔

"زیرک نے تو واقعی بہت برا کیا فروا، اسے اپنی ماں کا بھی خیال نہیں آیا۔ شہرت کے نشے میں تو وہ یہ بھی بھول گیا ہو گا کہ اس کا باپ بیمار تھا۔" وہ اپنے ہاتھ کی انگوٹھی کو دیکھتے ہوئے رو دی۔

"تم تو رونے لگی آفرین، میرا مقصد تمھیں دُکھی کرنا نہیں تھا۔ بھول جاؤ اسے" فروا کا دل دکھ گیا۔

"یہ آسان نہیں ہے۔" اس نے دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپالیا۔

شام ڈھل رہی تھی، خنکی میں اضافہ ہو رہا تھا۔ امی اور تائی امی کسی عزیز کے ہاں گئی تھیں۔ وہ تایا ابو کو چائے دے کر باہر نکل آئی۔

سرسبز درختوں کی اوٹ سے جھانکتے سرمئی بادل ماحول کو بڑا خواب ناک بنا رہے تھے۔ گلاب کے سرخ پھول شام کے دھندلکوں میں سیاہی مائل ہو رہے تھے۔ آسمان پر پرندے اپنے اپنے گھونسلوں کی طرف محو پرواز تھے۔ میرون رنگ کی گرم شال اوڑھے وہ اس اداس سی شام کا ہی حصہ لگ رہی تھی۔

گاڑی کے ہارن پر چوکیدار نے گیٹ کھول دیا۔ عون ابو کو چھوڑنے آیا تھا۔

"میں رات کو اکاؤنٹس کی فائل لے آؤں گا، آپ انکل کو دکھا دیجیئے گا اور کچھ؟" وہ بڑی تمیز سے ابو کو بتا رہا تھا۔

"نہیں تم جاؤ، بس رات کو فائل لے آنا۔" ابو اندر بڑھ گئے، وہ گاڑی میں بیٹھ رہا تھا جب اسے تایا ابو کی دوائیاں ختم ہونے کا خیال آیا۔

"سنیے"

"جی"۔ وہ اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"وہ تایا ابو کی کچھ میڈیسنز منگوانی ہیں"۔

"آپ مجھے نام لکھ دیں میں ابھی لے آتا ہوں"۔

وہ اندر چلی گئی۔ نسخہ تھماتے ہوئے وہ کچھ شرمندہ سی تھی۔

"وہ دراصل ڈرائیور امی اور تائی امی کو لے کر گیا ہوا ہے۔ اسی لئے میں نے آپ کو کہا۔"

"کوئی بات نہیں۔ دس منٹ لگیں گے، میں ابھی لے آتا ہوں۔ ویسے انکل کی طبیعت کیسی ہے اب؟" وہ گاڑی میں بیٹھتے ہوئے بولا۔

"کچھ بہتر ہیں"۔

وہ دوائیاں دے کر چلا گیا۔ رات کے کھانے سے فارغ ہوئے تو وہ کچھ فائلز اٹھائے آ گیا۔ ابو اور تایا ابو کے ساتھ وہ دیر تک کام میں مصروف رہا۔

"بیٹی اندر چائے بنا کر بھجوا دینا، میں نماز پڑھنے جا رہی ہوں اور تمھاری امی بھی نماز میں مصروف ہیں۔" تائی امی اسے تلقین کر کے خود بھی اپنے کمرے میں چلی گئیں۔ وہ چائے بنا کر تایا ابو کے کمرے میں گھسی تو وہ ابھی تک فائلز میں الجھا ابو اور تایا ابو کو کچھ سمجھا رہا تھا۔

"اگر ہم ابھی زیادہ پیسہ لگائیں گے، تو کل یہی ہمیں ڈبل ہو کر واپس ملے گا۔ ورکرز سے کام نکلوانے کے لئے ہمیں خود بھی دھیان دینا ہو گا۔ میں یہ ڈیوٹی دینے کو تیار ہوں۔ مجھے صرف آپ کی رضامندی چاہیئے۔ میرا وعدہ ہے آپ سے کہ یہی رقم منافع سمیت آپ کو ملے گی"۔ وہ انھیں کچھ سمجھا رہا تھا۔ وہ خاموشی سے چائے رکھ کر باہر نکل گئی۔

جسے یہ سب کرنا چاہئے تھا وہ تو نہ جانے کس دنیا میں جا بسا تھا۔ اسے اپنے سوا کسی کی فکر ہی نہیں تھی۔

عون کافی دیر سے واپس گیا تھا۔ وہ دیکھ رہی تھی کہ عون کے کام سنبھال لینے سے ابو اور تایا ابو بہت مطمئین ہو گئے تھے۔

دسمبر کا مہینہ ختم ہونے کو تھا۔ آسمان پر سر شام ہی بادلوں کا بسیرا ہونے لگا تھا۔ کبھی فروا آجاتی تو شام کی اداسی میں کچھ کمی ہو جاتی۔ وہ برآمدے کی لائٹ آن کر کے وہیں بیٹھ گئی۔

"یہ شام اتنی بسوری ہوئی شکل کے ساتھ بیٹھنے کے لئے نہیں ہے آفرین" فروا گرم گرم مونگ پھلی کا لفافہ اٹھائے اس کی طرف چلی آئی۔

" تو پھر؟"

" بھئی کہیں گھومنے چلتے ہیں، چلو تھوڑی سی واک کرتے ہیں، تمھیں کوئی کام تو نہیں؟" فروا اٹھ کھڑی ہوئی۔

" نہیں کام تو نہیں، امی اور تائی امی کسی کے ہاں گئی ہیں، تایا ابو کے پاس عون آیا بیٹھا ہے۔ میں فارغ ہی ہوں" وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ ایک جیسے دن بہت بور کرنے لگے تھے۔

گیٹ سے باہر نکلتے ہوئے فروا نے عون کی بائیک کا جائزہ لیا اور مسکرا دی۔

"آنے جانے کے اچھے بہانے ڈھونڈے ہیں موصوف نے، کبھی بائیک کھڑی کر کے گاڑی لینے آ گئے، اور کبھی گاڑی کھڑی کر کے بائیک لینے، کبھی فائلز کا ڈھیر اٹھائے" فروا کی مسکراہٹ بڑی معنی خیز تھی۔
وہ گھور کر رہ گئی۔

"ویسے بندہ بڑا ہینڈسم ہے اور بڑی آنٹی (تائی امی) بتا رہی تھیں کہ ذہین اور محنتی بھی بہت ہے" وہ عون کی تعریفیں کرنے لگی۔

"کوئی اور بات کرو فروا" وہ شال کو اچھی طرح لپیٹتے ہوئے بولی۔

"اچھا تو پھر یہ بتاؤ کہ یہ آنٹی اور بڑی آنٹی روز روز کہاں جاتی ہیں، کہیں تمہارے رشتے کا چکر تو نہیں ہے؟"

"ارے نہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے، میں نے ان سب کو یہ تو بتایا ہی نہیں کہ وہ منگنی کی انگوٹھی مجھے واپس کر گیا ہے، وہ تو اُسی کو ڈھونڈنے، اسی کے بارے میں معلومات کرنے اس کے دوستوں کے ہاں جاتی ہیں۔"

"تم نے گھر میں کسی کو نہیں بتایا کہ وہ منگنی ختم کر گیا تھا۔" فروا کو حیرت ہوئی تھی۔

"میں ان سب کو مزید دکھی نہیں کرنا چاہتی" چلتے چلتے وہ درخت سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔ زرد رنگ کے پھول ایک جھٹکے سے اس کے اوپر آ گرے۔

" اور خود کو جو دکھ دے رہی ہو، وہ کسی شمار میں نہیں ہے کیا؟" فروا چڑ گئی۔

"چلو واپس چلتے ہیں، عون چلا گیا ہے، تایا ابو اکیلے ہوں گے" وہ واپسی کے لئے قدم بڑھانے لگی۔

"تمھیں کیسے پتہ چلا کہ عون چلا گیا ہے ؟" فروا مونگ پھلی پھانکتے ہوئے اس کے پیچھے ہی لپکی۔

"ابھی ابھی پاس سے گذرا ہے" اس نے عام سے لہجے میں بتایا، فروا پھر مسکرا دی۔

"اچھا تو اب تمھاری نظریں اسی کو دیکھنے لگی ہیں، اچھی بات ہے" فروا نہ جانے کیا کہہ رہی تھی، اس نے سر جھٹک دیا۔

عون کو ان کے ہاں کام کرتے ڈیڑھ مہینہ ہو گیا تھا۔ اس نے بزنس کو بڑے اچھے طریقے سے سنبھالا ہوا تھا۔ اس شام بھی وہ پرافٹ کی رقم لے کر گھر آیا تھا۔ شام کی چائے اس نے لان ہی میں لگا دی۔ تایا ابو کی فرمائش پر سب وہیں بیٹھ گئے، اس نے فون کر کے فروا کو بھی بلا لیا۔ اسی شام عون کے بارے میں بہت کچھ پتہ چلا تھا۔ اس کے والدین حیات نہیں تھے، ایک بڑا بھائی اور بھابھی تھے جو لاہور میں رہتے تھے۔ عون کی باتیں، اس کے عمدہ اخلاق کی مظہر تھیں۔ اسی شام اسے محسوس ہوا کہ فروا کے اندازے کچھ ایسے غلط بھی نہ تھے۔ عون کو اس نے اپنی طرف دیکھتا پا کر نظریں جھکا لی تھیں۔ گھر میں زیرک کے حوالے سے ابھی بھی بات ہوتی تھی۔ رات کے کھانے سے فراغت کے بعد امی نے اس کے حوالے سے زیرک کا ذکر چھیڑ دیا۔

"آفرین کے لئے کئی لوگ اشاروں کنایوں میں بات کرنے لگے ہیں۔ زیرک نے تو مڑ کر خبر تک نہیں لی۔" امی کے ساتھ ساتھ ابو بھی بہت پریشان دکھائی دے رہے تھے۔

"وہ آئے گا،ایک نہ ایک دن تو اسے واپس اسی گھر میں آنا ہے،زیرک اور آفرین کی بچپن کی منگنی ہے، اب وہ یہ بات تو نہیں بھول سکتا۔" تائی امی کو ابھی بھی یقین تھا کہ وہ واپس جلد لوٹ آئے گا۔

"وہ مجھے آپ سب کو ایک بات بتانی تھی" وہ ان سب کو زیادہ دیر امید اور آس میں جیتا نہیں دیکھ سکتی تھی۔

"کہو بیٹی کیا بات ہے؟" تایا ابو کو محسوس ہو گیا کہ کوئی اہم بات ہے۔

"وہ زیرک جاتے وقت منگنی کی انگوٹھی مجھے واپس کر گیا تھا۔" اس نے بہت آہستگی سے کہا مگر سب کے سب ساکت بیٹھے رہ گئے۔اپنی بائیک کی چابی بھول جانے پر وہ واپس آیا تھا۔لیکن دروازے سے ہی واپس ہو گیا۔وہ زیرک کی منگیتر تھی۔اور وہ اپنے تئیں یہ منگنی ختم کر کے جا چکا تھا۔عون کے اندر خاموشی سی چھا گئی۔یہ لڑکی جو پہلی نظر میں ہی اتنی اچھی لگی تھی،کسی اور کا انتظار کر رہی تھی،وہ بوجھل قدموں سے باہر نکل گیا۔

عون کوئی فائل دکھانے آیا بیٹھا تھا۔فروا اخبار ہاتھ میں لئے اسی کو پکارتی اندر داخل ہوئی اور اسے دیکھ کر جھجک گئی۔

"کیا بات ہے فروا؟" وہ گھبرا گئی۔

"یہ تم نے آج کا اخبار دیکھا،یہ دیکھو زیرک کا اسکینڈل کسی ماڈل کے ساتھ" ۔فروا نے اخبار اس کے سامنے کر دیا۔اس کا دل دھک سے رہ گیا۔زیرک کے متعلق خبر لگی تھی۔

"دنیائے شہرت کا نیا چاند، زیرک حیدر، سپر ماڈل عنائزہ کی زلفوں کا اسیر ہو گیا۔" ساتھ ہی زیرک اور عنائزہ کی کچھ تصاویر لگی تھیں۔ وہ بے جان سی ہو کر وہیں سیڑھیوں پر ڈھے سی گئی۔

"آفرین، آفرین، کیا ہو گیا ہے تمھیں؟؟" فروا بوکھلا گئی۔ عون کو تایا ابو کے انتظار میں تھا، وہ بھی گھبرا کر باہر نکل آیا۔

"عون دیکھیں اسے کیا ہو گیا ہے، آفرین" فروا رونے لگی تھی۔

"میں گاڑی نکالتا ہوں، آپ انھیں لے کر آیئے" وہ بھی اس کے لئے فکر مند ہو رہا تھا۔ وہ سیدھی ہو بیٹھی۔

"یہ تو ہونا ہی تھا، یہ تو ہونا ہی تھا" آنسو ایک تواتر سے اس کی آنکھوں سے گرنے لگے تھے۔

"کیا کہہ رہی ہیں یہ؟" وہ اس کی آواز پر ایک جھٹکے سے آفرین کی سمت مڑا تھا۔ فروا نے آفرین کو شانے سے لگاتے ہوئے اخبار عون کی سمت بڑھا دیا۔

"زیرک بڑے انکل کا بیٹا ہے۔ اسی شہرت کے لئے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر چلا گیا تھا۔ یہاں تک کہ آفرین سے منگنی بھی ختم کر گیا تھا۔" فروا اسے بتانے لگی۔

"مجھے حیرت ہوئی کہ آپ اس کے لئے آنسو بہا رہی ہیں" اس نے اخبار واپس فروا کو تھما دیا۔ آفرین نے نظریں اٹھا کر اس کی سمت دیکھا۔ وہاں کیا کچھ نہیں تھا، وہ گھبرا کر ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔

" میں سمجھتا ہوں کہ وفاداری صرف عورت کے لئے ہی مخصوص نہیں ہے میں اگر کسی سے محبت کروں تو میری دنیا اسی پہ ختم ہو جائے، پھر کوئی دوسرا، تیسرا میری زندگی میں شامل نہ ہو۔ اپنی اپنی سوچ ہے، لیکن اگر یہ محبت تھی تو بڑی جھوٹی محبت تھی۔ کچے رنگوں والی۔" وہ بہت آہستگی سے بول رہا تھا۔ وہ دونوں بڑی حیرت سے اس کا چہرہ دیکھ رہی تھیں، کیا تھا یہ عون ابراہیم، اتنا مخلص، اتنا کھرا؟ اس کا دل تھا کہ کوئی صحیفہ"۔ آفرین نے سر جھکا دیا۔ وہ اندر بڑھ گیا۔

" وہ سچ کہہ کر گیا ہے آفرین، محبت میں تو ایک چہرے کے سوا کچھ بھی اچھا نہیں لگتا، پھر زیرک کو آفرین کا چہرہ کیسے بھول گیا؟"۔ فروا نے بہت آہستگی سے کہا تھا۔

اگلے کئی روز اسی طرح کی خبریں اخبار میں شائع ہوتی رہیں۔ نہ جانے وہ اخبار تایا ابو کے ہاتھ کیسے لگ گیا۔ انھیں شدید اذیت پہنچی تھی اس کی تصاویر دیکھ کر، پھر وہ کب تک برداشت کرتے، دل کا دورہ پڑا تھا انھیں۔ ہاسپٹل کے خاموش کوریڈور میں رات کے ایک بجے وہ تنہا بیٹھی تھی۔ ابو، امی اور تائی امی کو اس نے واپس بھیج دیا تھا۔ وہ پچھلا سارا دن تایا ابو کے پاس اسپتال میں رہے تھے۔

لکڑی کے بینچ پر گھٹنوں میں منہ دیئے بیٹھی وہ مسلسل تایا ابو کے لئے دعائیں کر رہی تھی۔ اخبار میں اگر مسلسل یہ خبریں چھپ رہی تھیں تو غلط نہیں ہو سکتی تھیں۔ تایا ابو یوں تو اب خطرے سے باہر تھے لیک ڈاکٹر نے انھیں باتیں کرنے سے منع کیا تھا۔ وہ سو رہے تھے اسی لئے وہ باہر نکل آئی تھی۔ ایک نرس ان کے کمرے میں موجود تھی۔

وہ کافی دیر سے اسی طرح بیٹھی تھی جب عون آتا دکھائی دیا۔

" اب کیسی طبیعت ہے انکل کی؟" وہ خود بھی کچھ تھکا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

"جی کچھ بہتر ہیں۔" وہ بہت آہستگی سے بولی۔

"آفرین! ساری رات بیت گئی ہے، آپ یوں ہی بیٹھی جاگ رہی ہیں، آپ تھوڑی دیر اندر جا کر سو جایئے، میں یہاں بیٹھا ہوں"۔ وہ سامنے بینچ پر بیٹھتا ہوا بولا۔

"لیکن آپ کو صبح آفس بھی جانا ہے"۔

" میں وقت پر آفس بھی چلا جاؤں گا۔ آپ میری فکر مت کریں۔" وہ بڑے آرام سے بولا تھا۔

" نہیں، مجھے نیند نہیں آئے گی"۔

"اچھا اندر ایکسٹرا بیڈ پر جا کر تھوڑی دیر آرام تو کر لیں۔" وہ اس کی نیند سے بوجھل آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا۔ وہ کتنی تھکی ہوئی لگ رہی تھی۔

"آپ کو سارا دن آفس میں کام بھی کرنا ہے۔"

"میں نے کہا نا کہ آپ میری فکر مت کریں۔" وہ آہستگی سے بولا۔ وہ اٹھ کر اندر چلی گئی۔ نہ جانے کس وقت نیند آ گئی۔ آنکھ کھلی تو وہ باہر نہیں تھا۔ تایا ابو کے سرہانے ناشتے کا سامان، دوائیاں اور فروٹ پڑا تھا۔

"نرس، وہ باہر جو بیٹھے تھے، وہ کہاں گئے؟"

"وہ تو صبح سات بجے پیشنٹ کو ناشتہ کروا کر انھوں نے دوائی کھلائی۔ اور یہ کچھ سامان رکھ کر چلے گئے۔"
نرس اتنا بتا کر باہر نکل گئی۔

"زیرک جو کام تمھارے کرنے کے ہیں، وہ کوئی اور کر رہا ہے"۔ وہ سوچتے ہوئے تایا ابو کی طرف بڑھ گئی۔

تایا ابو ابھی ہاسپٹل میں ہی تھے۔ وہ شام کو فروا کے ساتھ وہاں پہنچی تو عون آیا بیٹھا تھا۔

"اب کیسی طبیعت ہے تایا ابو؟" وہ ان کے سرہانے جا بیٹھی۔

"ٹھیک ہوں" وہ بہت کمزوری سے بولے تھے۔

"آفرین تم نے زیرک کی انگوٹھی اب تک اتاری کیوں نہیں؟ وہ تو تمھارے قابل نہیں ہے، اُتار دو اس انگوٹھی کو!" وہ بہت آہستگی سے بولے تھے۔ جواباً وہ خاموش بیٹھی رہی۔

"مجھے اذیت ہوتی ہے یہ سوچ کر کہ کبھی میں نے اُسے اور تمھیں کسی بندھن میں باندھا تھا۔ اب مجھے مزید اذیت مت دو آفرین!"۔ وہ اسی کمزور لہجے میں بول رہے تھے۔

"اتار دو یہ انگوٹھی آفرین!"۔ فروا نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔ وہ سٹپٹا گئی تھی، اگرچہ یہ سچ تھا کہ چند دنوں سے یہ انگوٹھی خود اُسے بھی اذیت پہنچا رہی تھی۔ لیکن اتنے برسوں سے ہاتھ میں سجی ہوئی تھی۔ وہ اتارتے ہوئے ہچکچا رہی تھی۔

"تم ہی اسے سمجھاؤ عون! وہ اگر لوٹا بھی تو اکیلا نہیں آئے گا"۔ تایا ابو نے ہاتھ جوڑ دیئے۔ عون نے اس کی سمت دیکھا، اس کا خیال تھا کہ وہ رو دے گی، لیکن وہ بنا کچھ کہے باہر نکل گئی۔

"آپ فکر مت کریں بڑے انکل! وہ انگوٹھی اتار دے گی" فروا انھیں تسلی دے کر اس کے پیچھے ہی باہر نکلی تھی۔

"آفرین۔۔۔۔۔۔ آفرین!"۔ وہ اس کو پکارتی ہاسپٹل کے گیٹ تک آئی تھی۔

"کچھ مت کہو فروا!! اگر میرا دل ایسا کرنے پر تیار ہو گیا، تو کل یہ انگوٹھی تمھیں میرے ہاتھ میں نظر نہیں آئے گی!۔" وہ باہر نکل گئی۔ فروا نے مڑ کر دیکھا، عون کچھ ہی فاصلے پر الجھا ہوا کھڑا تھا۔

"فروا! آپ اس کی سب سے اچھی دوست ہیں، کیا آپ اسے میرے لئے راضی کر سکتی ہیں؟" ۔اس نے یکدم ہی کہہ دیا تھا، یا پھر وہ کئی دنوں کی سوچ کا نتیجہ تھا۔

"آپ کے کہنے سے پہلے میں کر رہی ہوں، کیونکہ میں جانتی ہوں آپ اس سے محبت کرتے ہیں۔" فروا مسکراتے ہوئے بولی تھی۔ عون کے چہرے پر بھی مسکراہٹ بکھر گئی۔

"آپ واقعی اچھی دوست ہیں، لیکن ہم زبردستی تو کچھ بھی نہیں کر سکتے۔" وہ بوٹ کی ٹوہ سے مٹی کھرچنے لگا۔

"آپ کو ایک بات بتاؤں، شائد آپ کو یقین نہ آئے، مگر یہ سچ ہے کہ وہ زیرک سے محبت نہیں کرتی، وہ تو بس بچپن کی منگنی تھی اور ایک اُنس تھا، جو دھیرے دھیرے ختم ہوتا جارہا ہے۔ اور آپ کو ایک بات اور بتاؤں!"۔ وہ آگے جاتے جاتے اس کی سمت پلٹی۔

"محبت کبھی ختم نہیں ہوتی، اللہ کرے اُسے آپ سے محبت ہوجائے!"۔ فروا کی بات پر وہ کھل کے مسکرایا تھا۔

تایا ابو ہاسپٹل سے گھر شفٹ ہو گئے تھے۔ بارشوں کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا تھا۔ امی اور ابو کو اب اس کے رشتے کی فکر ستانے لگی۔ اس سلسلے میں انھوں نے تایا ابو اور تائی امی سے بھی بات کی تھی۔ تائی امی بھی اب آفرین کے لئے پریشان تھیں۔

"وہ جہاں بھی ہے، خوش ہے، اس نے اپنی الگ ہی دنیا بسالی ہے۔ مگر آفرین کو دیکھتی ہوں تو دل کڑھتا ہے"۔ وہ اس کے لئے افسردہ تھیں۔ "آفرین کے لئے کوئی رشتہ دیکھنا چاہیئے"۔ تایا ابو نے بھی اثبات میں سر ہلایا۔

بارش صبح سے برس رہی تھی۔ سردی بہت بڑھ گئی تھی۔ وہ اپنے کمرے میں بیٹھی گھر میں ہونے والی باتوں کو سوچ رہی تھی۔ یہ باتیں اسے بہت پریشان کر رہی تھیں مگر وہ ان سب کو کچھ نہ کہہ سکی۔ وہ ان سب کو چھوڑ کر کہیں جانا نہیں چاہتی تھی۔

"آفرین! چائے"۔ فروا اتنی بارش میں بھی پتہ نہیں کیسے آگئی تھی۔ چائے کے مگ اٹھائے وہ اندر چلی آئی۔

"عون کہاں ہے فروا؟"۔ اچانک ہی اس کا خیال آیا تھا۔

"انکل بتا رہے تھے کہ عون کی اتنی محنت سے اس بار بہت پرافٹ ہوا ہے، وہ نئی مشینری لے کر آیا ہے، آج وہیں فیکٹری میں ہے، بے چارا کتنی محنت کرتا ہے ناں، کبھی کبھی میں سوچتی ہوں کتنا اکیلا ہے وہ! لیکن تم نے کیوں پوچھا؟"۔ وہ فلور کشن پر بیٹھ گئی۔ ہیڑ آن کر کے اس نے چائے کا مگ اٹھالیا۔

"یوں ہی۔ آج گھر نہیں آیا۔ میں نے سوچا اتنی بارش میں پتہ نہیں کہاں ہوگا"۔ وہ چائے کا مگ لے کر گلاس کی کھڑکیوں کے آگے جا کھڑی ہوئی۔ بارش کے قطرے کھڑکی پر گرتے تو باہر کا منظر دھندلا ہو جاتا۔

"عون بہت اچھا ہے ناں آفرین؟"۔ فروا نہ جانے کیا پوچھنا چاہ رہی تھی، وہ مسکرادی۔

"مگر آج کل بے چارہ بہت اُداس دکھائی دے رہا ہے"۔ فروا نے اپنا فیوریٹ ٹاپک "عون" چھیڑ دیا تھا۔

"کیوں؟" وہ اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"پتہ نہیں"۔ فروا کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ وہ دوبارہ اس کے سامنے جا بیٹھی۔

"فروا میرا ایک کام کرو گی؟"۔

"ہاں کہو"۔ وہ اس کی سمت سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔

"تم امی ابو کو منع کر دو وہ ابھی میرا رشتہ نہ دیکھیں۔ میں ان سب کو چھوڑ کر کہیں نہیں جانا چاہتی۔"

"تمھیں پتہ ہے کہ عون نے اپنی تنخواہ سے قسطوں پر فلیٹ لیا ہے، یہیں ہماری سڑک پر، یہ دس قدم کے فاصلے پر"۔ فروا کے چہرے پر وہی مسکراہٹ تھی۔

"میں نے تم سے کیا کہا اور تم نے کیا جواب دیا!"۔ وہ خفگی سے بولی۔

"تمھاری بات کا ہی جواب دیا، تم نے ابھی ابھی کہا ناں کہ میں ان سب کو چھوڑ کر کہیں نہیں جانا چاہتی!"۔ فروا نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ وہ اس کی بات کا مطلب سمجھ کر سر جھکا گئی۔ فروا نے اُس کے چہرے پر کئی رنگ پھیلتے دیکھے تھے۔

"اگر ایسا ہو جائے تو کتنا اچھا ہو!"

"بکو مت، اپنی چائے ختم کرو"۔ اس کے چہرے پر ایک بار پھر سوچ کی پرچھائیاں لہرانے لگیں۔

"سوچ کے سمندر میں ڈوبنے لگی تو ساحل کا پتہ نہیں چلے گا آفرین!، یہ زندگی ہے کوئی افسانہ نہیں ہے، کوئی فلم نہیں ہے۔ وہ اگر واپس بھی لوٹا تو سَو ٹھوکریں کھا کر لوٹے گا۔ اُسے دل سے نکال دو"۔ فروا نے بڑی سنجیدگی سے سمجھایا تھا۔

"پتہ نہیں وہ دل میں تھا بھی کہ نہیں!"۔ اس نے بہت آہستگی سے کہا تھا۔ فروا نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور ایک بات پھر مسکرا دی۔

☆☆☆

وہ کمرے میں گھسی تو بیڈ پر برتھ ڈے کارڈ اور گلاب کا ادھ کھلا پھول پڑا تھا۔ اسے حیرت ہوئی کہ برتھ ڈے کارڈ کون بھیج سکتا ہے۔ ابھی وہ حیرت زدہ کھڑی تھی کہ فروا آگئی۔

"کون ہو سکتا ہے!"۔ وہ خود کلامی کے سے انداز میں بولی۔ فروا کھڑکی کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔

"بے چارہ آج کل بہت اداس دکھائی دے رہا ہے" فروا کا جملہ سماعت میں گردش کرنے لگا۔

"فروا یہ کارڈ"۔

"میں نے بتایا تھا عون کہ تمھاری سالگرہ ہے، ویسے وہ تو مان نہیں رہا تھا۔ سچی بتاؤں اوپر سے جیسا اسٹرانگ اور مسٹر پرفیکٹ ٹائپ کی چیز نظر آتا ہے ناں، اندر سے اتنا ہی بودا ہے"۔ فروا کی ہنسی نکل گئی۔

"اچھا تو یہ بات ہے"۔ وہ بھی مسکرا دی۔

"دیکھا، دیکھا تم ہنس دی"۔ فروا ہنس دی، وہ بھی مسکراتی رہی۔

"وہ بہت ڈر رہا ہے کہ کہیں تم ناراض ہی نہ ہو جاؤ"۔ فروا کی ہنسی کو بریک لگ گئی۔

"اس کی برتھ ڈے کب ہے؟" اُس نے بہت آہستگی سے پوچھا تھا۔

"یاہوو۔۔۔۔یہ ہوئی نا بات!!"۔ فروا نے اُسے گلے لگا لیا۔

"تم نے صحیح کہا تھا فروا، عون بہت اچھا ہے"۔ وہ بہت آہستگی سے بولی تھی مگر اُس نے بآسانی سن لیا تھا۔

☆☆☆

کئی دنوں کی بارش کے بعد وہ صبح بہت روشن اور چمکیلی تھی۔ کیاریوں میں گلاب، سورج مکھی، موتیا، اور نرگس کے پھول عجیب ہی بہار دکھا رہے تھے۔ وہ تایا ابو کے ساتھ لان میں بیٹھی تھی جب عون کچھ فائلز اُٹھائے آ گیا۔ وہ اُسے دیکھ کر کچھ نروس سا ہو گیا تھا۔ فروا ٹھیک ہی کہہ رہی تھی، وہ اس کی ناراضگی کے خیال سے ڈر رہا تھا۔

"آؤ عون میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔ آفرین بیٹی، یہ کتابیں اندر لے جاؤ اور چائے لے آؤ"۔ تایا ابو اسے دیکھتے ہی سیدھے ہو بیٹھے تھے۔ اُس نے کتابیں اُٹھاتے ہوئے عون کی سمت دیکھا، اُس کی نظریں اس کے ہاتھوں پر تھیں، جہاں اب زیرک کے نام کی انگوٹھی نہیں تھی۔۔۔ وہ دھیرے سے مسکرا دیا تھا۔ وہ بھی کتابیں اٹھا کر اندر بڑھ گئی۔ وہ چائے لے کر آئی تو وہ جا چکا تھا۔ تایا ابو اور تائی امی کسی اور ہی مسئلے میں الجھے ہوئے تھے۔ وہ قریب پہنچی تو وہ خاموش ہو گئے۔

رات فروا کی آمد ہوئی تو پتہ چلا کہ تایا ابو اُس کے لئے عون کو پسند کرتے ہیں۔

عون کی انتھک محنت سے ابو اور تایا ابو کا کاروبار نئے سرے سے چمک اٹھا تھا۔ اُس نے بہت خلوص اور نیک نیتی سے سارے کام کو سنبھالا تھا۔ وہ جب سے آیا تھا صرف ایک دو بار ہی اپنے بھائی اور بھابھی کے ہاں گیا تھا۔ اتنی محبت تو شائد زیرک بھی نہ کر سکتا۔

"عون بیٹے تمھیں کچھ دن اپنے گھر بھی جانا چاہئے۔ جیسے ہمارا زیرک ہمیں چھوڑ گیا، ہمیں دُکھ ہوا، اُسی طرح تمھارے بھائی اور بھابھی کو بھی دُکھ ہوتا ہوگا۔" پہلی دفعہ تائی امی نے اُسے اتنی اپنائیت سے مخاطب کیا تھا۔

"ہاں بیٹے! بھابھی ٹھیک کہہ رہی ہیں، تمھیں جانا چاہئے"۔ امی نے بھی اُسے جانے کو کہا۔

"جی ایک دو دن تک وقت نکال کر چلا جاؤں گا"۔ اس نے سعادت مندی سے کہا۔

"کاش میرا زیرک بھی اتنا ہی سعادتمند ہوتا!" تائی امی کے دل سے ایک ہوک سی نکلی۔

وہ فروا کے ساتھ شام کو سیر کی غرض سے نکلی تو عون اپنے فلیٹ سے نکل رہا تھا۔

"میں لاہور جا رہا ہوں۔ چار پانچ دن تک واپسی ہو جائے گی۔ کوئی مسئلہ ہوا تو مجھے بلا لیجئے گا"۔ وہ اپنا بیگ اٹھائے ہوئے تھا۔

"ارے بھٹے والا"۔ فروا کھسک گئی۔

"میں بھائی اور بھابھی سے بات کروں گا۔ اگر انکل نے اجازت دی تو میں انھیں بُلا لوں گا۔" وہ بہت سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔ جواباً وہ سر جھکا کر مسکرا دی۔

عون کے جاتے ہی اُسے احساس ہوا کہ وہ اب کتنا اہم ہو گیا تھا، گھر اور بزنس کے لئے بھی اور خود اس کے لئے بھی۔

"ہر عروج کو زوال ہے"۔ یہ جملہ کئی بات سنا بھی تھا اور پڑھا بھی تھا۔ اس کے عروج کا دور بھی ختم ہو گیا تھا، اس کی جگہ نئے ماڈل نے لے لی تھی۔ پہلے جو لوگ اُس کے آگے پیچھے گھومتے تھے، اب وہی اُس نئے لڑکے کے گرد منڈلاتے رہتے تھے۔ عنائزہ بھی اب اُس سے پیچھا چھڑانے لگی تھی۔ اس نے کئی دفعہ اُس سے بات کرنے کا سوچا، لیکن وہ بہت مصروف تھی۔ پھر ایک دن اُس نے اسی لڑکے کے ساتھ عنائزہ کو دیکھ لیا، وہی لڑکی جو کبھی اُس کے ساتھ کے لئے مری جارہی تھی، جو اُس کے ساتھ ہر پارٹی ہر ایوارڈ کی تقریب میں نظر آتی تھی۔ جس کے ساتھ شادی کی خبریں بھی پھیل گئی تھیں، وہی لڑکی اب اُسے چھوڑ کر کہیں اور چلی گئی تھی۔ کام بھی نہ ہونے کے برابر تھا۔ کچھ لوگ بھی اُسے ہر وقت دیکھ دیکھ کر تھک چکے تھے۔ کئی دنوں بعد وہ اپنا محاسبہ کرنے بیٹھا، تو احساس ہوا کہ وہ کیا کچھ گنوا چکا ہے۔ آفرین کے الفاظ یاد آنے لگے۔۔۔

"ایک نہ ایک دن تمھیں کسی اور کام کی ضرورت پڑے گی۔ چلو مان لیتے ہیں کہ تمھیں کسی اور کام کی ضرورت نہ پڑے مگر یہ بھی تو سوچو کہ تایا ابو کی ساری زندگی کی محنت، ابو کی محنت بے کار جائے گی۔"

وہ اٹھ کر اپنا سامان پیک کرنے لگا۔ وہ عنائزہ کو منگنی کی ڈائمنڈ رنگ پہنا چکا تھا۔ اس کا خیال آتے ہی وہ فوراً گاڑی لے کر اس کی طرف نکل گیا۔ وہ جاتے جاتے ہر رشتہ ختم کر کے جانا چاہتا تھا۔ وہ واپس جارہا تھا، اپنوں کے درمیان، 'اپنے گھر'۔

☆☆☆

وہ شام کی چائے لے کر لان میں تائی امی اور امی کے ساتھ بیٹھی تھی جب فروا گھبرائی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں اخبار تھا۔

"آج کا اخبات پڑھا آپ لوگوں نے!!"۔ اس کی آواز کانپ رہی تھی۔

"کیا ہوا؟"۔ تائی امی خوف زدہ ہو گیئیں۔

"خبر چھپی ہے زیرک کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے، وہ ہاسپٹل میں ہے، اس کا دوست صبح یہ اخبار دے کر گیا ہے۔ وہ اُسے کراچی لینے چلا گیا ہے، وہ بتارہا تھا کہ زیرک نے اُسے فون کیا تھا کہ وہ واپس گھر آنا چاہتا ہے"۔ فروانہ جانے کیا کہے جارہی تھی، تائی امی بے ہوش ہو چکی تھیں، وہ سب ان کی طرف لپکی تھیں۔

اگلے دن ہی زیرک واپس آ گیا تھا۔ اس کی ٹانگ میں زبردست فریکچر ہوا تھا۔ وہ مسلسل بیڈ پر تھا۔ تائی امی کا تو خوشی کے مارے برا حال تھا۔ چاہے جس حال میں ہی سہی، ان کا بیٹا واپس تو لوٹ آیا تھا۔

اس کے ایکسیڈنٹ کی خبر بھی اس نے بعد میں اخبار میں تفصیل سے پڑھی تھی۔

عنائزہ کی بیوفائی نے زیرک حیدر کو دل برداشتہ کر دیا۔ وہ شدید ڈپریسڈ تھے، یہی ڈپریشن ان کے ایکسیڈنٹ کی وجہ بنا۔

وہ بیڈ پر لیٹا خوب خاطر مدارت کروارہا تھا۔ تایا ابو اور تائی امی تو اُسے معاف کر چکے تھے۔ وہ ماں باپ تھے، اور ماں باپ کا دل بہت بڑا ہوتا ہے۔ انھوں نے بھی اُس کی ساری غلطیاں ساری کوتاہیاں معاف کردی تھیں۔

وہ اُسکے آگے بھی بار بار ہاتھ جوڑ رہا تھا۔

"یوں مت کرو زیرک، میں تم سے ناراض ہو کر کیا کروں گی بھلا، تم میرے کزن ہو، اس گھر کے فرد ہو، تمھیں ایک نہ ایک دن واپس تو آنا ہی تھا۔ غلطیاں انسان سے ہی ہوتی ہیں۔" اس کی باتوں سے زیرک کو کچھ حوصلہ ہوا تھا۔

"ہمارا ایک اور رشتہ بھی تو ہے آفرین!" وہ اُسے یاد دلانے لگا۔

"وہ تم ختم کر گئے تھے"۔ اس نے بھی یاد دلایا۔

"وہ میری غلطی تھی، تم میری انگوٹھی مجھے دے دو"۔ وہ اب بھی شرمندہ نہیں تھا بس معافی مانگنے کی رسم نبھا رہا تھا۔

"نہیں زیرک،"۔ وہ نفی میں سر ہلانے لگی۔ تائی امی کمرے میں داخل ہوئیں، شائد وہ سب کچھ سن چکی تھیں۔

"معاف کردیا ہے تو اُس کی بات بھی مان لو آفرین!" وہ اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولیں۔ وہ تیزی سے باہر نکل گئی۔

وہ کمرے میں گم صم بیٹھی تھی جب فروا آگئی۔

"تائی امی مجھے کہہ رہی ہیں کہ میں منگنی کی انگوٹھی پھر پہن لوں، یہ کیسے ممکن ہے فروا، اخبار میں چھپنے والی تصویریں، خبریں، خود اُس کا اعتراف، نہیں فروا میں یہ نہیں کر سکتی، میں اتنی اعلیٰ ظرف نہیں ہوں کہ، ایک سیکنڈ ہینڈ مرد کو اپنی زندگی میں جگہ دے دوں! وہ جس طرح عنائزہ کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے گھومتا رہا ہے، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے، نہیں میں یہ نہیں کر سکتی!"۔ وہ رونے لگی

"تم کسی کے دباؤ میں آکر کوئی فیصلہ نہیں کروگی آفرین!"۔ فروا اسے سمجھا رہی تھی۔ تبھی وہ دروازے پر دستک دے کر اپنی اسٹک کے سہارے چلتا اندر داخل ہوا۔

"تم ہی اسے سمجھاؤ فروا، صبح کا بھولا اگر شام کو گھر واپس آجائے تو اُسے بھولا نہیں کہتے"۔

"اسے بتا دو فروا، میں وہ نہیں کر سکتی جو یہ چاہتا ہے"۔ وہ بہت آہستگی سے بولی۔

"ٹھیک ہے مجھے کچھ اور کرنا پڑے گا"۔ وہ باہر نکل گیا۔

اگلی صبح امی ابو اور تایا ابو بھی اس کی درخواست لے کر بیٹھے تھے۔

"ابھی تمھارا رشتہ کسی اور جگہ طے نہیں ہوا بیٹی۔ تم زیرک کی انگوٹھی پہن لو"۔ امی نے اُسے سمجھایا۔ وہ تایا ابو کی سمت دیکھنے لگی۔

"آپ ہی نے مجھے کہا تھا ناں ابو، کہ میں زیرک کے نام کی انگوٹھی اُتار دوں، آپ کو اذیت ہوتی ہے۔ زیرک میرے قابل نہیں ہے، پھر اب یہ میرے قابل کیسے ہو گیا!! کیسے؟"۔اس کی آنکھوں میں پانی بھرنے لگا۔

"ہاں میں نے کہا تھا، اور آج بھی کہہ رہا ہوں۔ تم اُسے اپنانا چاہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اور اگر تمھیں محسوس ہو کہ یہ دل سے اُتر چکا ہے، تو بھی مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ فیصلہ تمھارا ہے"۔ تایا ابو نے اپنے دل کی بات کر دی۔

"میں صبح سے ہی آفس جانا شروع کر دوں گا۔ اب میری ٹانگ کا فریکچر بھی ٹھیک ہے۔ میں آپ سب کی توقع پر پورا اترنے کی کوشش کروں گا۔ فیصلہ تمھیں کرنا ہے آفرین، مگر اتنا یاد رکھنا کہ میں اب ہمیشہ کے لئے واپس آیا ہوں۔" زیرک کی بات پر وہ چونک گئی۔ عون شام کو واپس آ رہا تھا۔ اب نہ جانے کیا ہو؟ وہ کام کرتا رہے یا واپس چلا جائے۔

☆☆☆

وہ کھڑکی کے سامنے کھڑی تھی۔ عون کافی دیر سے آیا بیٹھا تھا۔ وہ خود میں اتنی ہمت نہیں کر پا رہی تھی کہ اس کا سامنا کر سکے۔

"آفرین یہاں کیوں بیٹھی ہو، نیچے آؤ! زیرک نے عون سے سارا حساب لے لیا، عون نے ریزائن لکھ دیا ہے، بڑے انکل نے اُسے ایسا کرنے سے منع کیا ہے، مگر اُس کا خیال ہے کہ زیرک کے آتے ہی اُس کی ضرورت نہیں رہی۔ وہ کہیں چلا نہ جائے آفرین!"۔ فروا روہانسی ہو رہی تھی۔

"تو میں کیا کروں!"۔ وہ چیخ اٹھی۔

"اسے روک لو آفرین، تمھیں یاد ہے ناں اُس نے کہا تھا کہ میں اگر کسی سے محبت کروں تو میری دنیا اُسی پر ختم ہو جائے۔ اُس نے تم سے محبت کی ہے آفرین۔ اُس کی دنیا تم پر ختم ہوتی ہے۔ اور میں جانتی ہوں کہ تم بھی۔۔۔۔"۔ فروا کی بات مکمل بھی نہ ہوئی تھی کہ تایا ابو کمرے میں داخل ہوئے۔

"فروا ٹھیک کہہ رہی ہے آفرین! وہ بہت مخلص اور سچا لڑکا ہے۔ میں نے تو بہت پہلے ہی اُس کی آنکھوں میں تمھارا عکس دیکھ لیا تھا۔ زیرک میرا بیٹا ہے لیکن میں جانتا ہوں کہ وہ تم سے محبت نہیں کرتا۔ بلکہ زمانے کی ٹھوکریں کھانے کے بعد اُسے گھر کا اور تمھارا خیال آیا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو شائد وہ تمھیں بھولا ہی رہتا!۔ زندگی تمھاری ہے بیٹی، اپنے دل کی بات مانو، ہمارے لئے یہی بہت ہے کہ ہمارا بیٹا واپس لوٹ آیا ہے۔ میں نے تمھارے ابو کے حصے کی جائیداد اور کاروبار الگ کر دیا ہے، اس میں زیرک کا کوئی عمل دخل نہیں، تم چاہو تو عون کو ہمیشہ کے لئے روک سکتی ہو!"۔ تایا ابو اُسے بڑے رسان سے سمجھا رہے تھے۔ اس نے اپنے دل میں جھانکا، وہاں عون کے سوا کچھ نہیں تھا۔

وہ دوپٹہ درست کرتے نیچے اُتر گئی۔ وہ برآمدے کی سیڑھیاں اتر چکا تھا۔

"عون"۔ اس نے آواز دی تو وہ بے یقینی سے اس کی سمت دیکھنے لگا تھا۔

"آپ کو مبارک ہو، زیرک واپس آ گیا ہے۔ میں نے ریزائن دے دیا ہے۔ شائد دو چار روز تک یہ فلیٹ رینٹ پر لگا کر واپس چلا جاؤں، ایک بار پھر آپ کو مبارک ہو، میں نے کچھ غلطیاں کی ہیں، مجھے معاف کر دیجئے گا۔ وہ کارڈ جلا دیجئے گا اور میں فروا سے بھی کہہ دوں گا کہ وہ میرے حوالے سے آپ سے کوئی بات نہیں کرے گی۔ اچھی بات ہے ناں زیرک واپس لوٹ آیا ہے!"۔ وہ سر جھکائے بول رہا تھا۔ اس کے لہجے میں افسردگی تھی۔

"بس یا اور کچھ!" وہ مسکراتے ہوئے بولی تھی۔ وہ چونک گیا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ زیرک کی واپسی کی مبارک باد آپ مجھے کیوں دے رہے ہیں۔ اور آپ نے ریزائن زیرک کو دیا ہو گا۔ ابو نے اپنا حصہ الگ کر لیا ہے جو کہ اب میرا ہے۔ اور مجھے کوئی بزنس کرنا نہیں آتا۔ آپ کو ہی سنبھالنا ہے سب کچھ، اور وہ کارڈ میں کیوں جلا دوں؟ وہی تو زندگی کا سب سے خوبصورت تحفہ ہے۔۔۔ اور"۔ وہ بولتے بولتے اچانک ہی رک گئی تھی۔

"اور؟؟"۔ وہ بے یقینی سے اُس کی سمت دیکھ رہا تھا۔

"اور بھائی بھابھی کب آئیں گے؟ امی ابو سے بات کرنے!"۔ وہ کیا پوچھ رہی تھی۔ اسے محسوس ہوا کہ جیسے ساری دنیا ہی گھوم گئی ہو۔

"مگر وہ زیرک؟"۔

"یہ میرے اور آپ کے درمیان زیرک کہاں سے آجاتا ہے عون، آپ کو پتہ ہے فروا نے ایک دعا کی تھی، وہ قبول ہو گئی ہے۔" اس کی بات پر وہ ذہن پر زور دینے لگا۔

"اللہ کرے اُسے آپ سے محبت ہو جائے" اس کی سماعتوں میں ایک مخلص دوست کی دعا گونجنے لگی۔

"یہ حقیقت ہے یا؟؟"۔ وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا، بے یقینی سی بے یقینی تھی۔

"سو فیصد حقیقت ہے، اپنا اپائنٹمنٹ لیٹر خود ہی ٹائپ کر لیجئے گا، اور بھائی بھابھی کو جلد بلا لیں"۔ وہ پلٹتے ہوئے بولی۔

"ایک بات بتاؤں"۔ اس نے اُس کی کلائی تھام لی۔

"ہوں!"

"میں انھیں ساتھ لے کر آیا تھا، لیکن اب مایوس ہو کر واپس جا رہا تھا۔"

"اب تک یہیں کھڑے ہیں، بڑے انکل اور انکل یہیں آرہے ہیں آپ کو روکنے کے لئے، ذرا بتیسی اندر کر لیں ورنہ انھیں شک ہو جائے گا کہ معاملہ سیٹ ہو چکا ہے"۔ فروا نے اطلاع پہنچائی۔ وہ گھبرا کر باہر کی سمت بھاگا تھا۔

"مجھے بزرگوں کی دعائیں بھی چاہئیں فروا، انھیں بھیج دو، کہنا عون تو واپس جانے والا ہے۔، آفرین سے بات نہیں ہو سکی، مجھے روکنے وہ دونوں آئیں گے تو اچھا لگے گا۔" وہ جاتے جاتے بڑی سنجیدگی سے بولا

تھا۔ فروانے آفرین کو گلے سے لگالیا۔ ابو اور تایا ابو بڑی عجلت میں گھبرائے ہوئے اسے روکنے کے لئے باہر نکل گئے تھے۔

"عون رُک جاؤ بیٹے"۔ تایا ابو کی آواز سنائی دی تو وہ ہنس کر رہ گئی۔

"یہ چالاک نہیں ہو گیا"۔

"لیکن اچھا بھی بہت ہے"۔ فروانے اس کی تعریف کی۔

"میں جانتی ہوں"۔ اس نے شرما کر سر جھکالیا۔ دروازے پر کھڑی بہار نے مسکرا کر یہ منظر دیکھا اور اُس کے آنگن میں آٹھری۔

☆☆☆☆☆☆